رسائل و مسائل

اسلامی عدالت سے تفریقِ نکاح

سوال:۔ گذارش خدمت ہے کہ ہمارے علاقہ آزاد کشمیر میں ایک شرعی مسئلہ در پیش ہے۔ جس کے بارے میں تفصیل حسب ذیل ہے:

ایک لڑکی کی شادی ہوئی جو عرصہ ایک سال تک اپنے گھر میں بستی رہی۔ مگر اس کے بعد میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جس کے بعد خاوند کا رویہ بیوی کے ساتھ اچھا نہ رہا۔ خاوند کی زیادتی کی وجہ سے وہ لڑکی اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ لڑکی کو والدین کے ساتھ رہتے ہوئے جب تین سال کا عرصہ ہوا تو خاوند بیرونِ ملک چلا گیا۔ اس کے بعد لڑکی نے عدالت سے قانونِ خداوندی کے تحت طلاق کی استدعا کی۔ کیس عدالت میں چلتا رہا۔ مختصر یہ کہ اس کیس کا فیصلہ لڑکی کے حق میں ہو گیا۔ یعنی عدالت نے لڑکی کو فسخِ نکاح کی ڈگری دے دی۔ اور دوسری جگہ نکاح کا اختیار دے دیا۔ تو عدالتی طلاق کے گیارہ دن بعد اس لڑکی نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔

اب آپ دینِ اسلام کی روشنی میں اس سوال کا جواب دیجیے کہ کیا اس لڑکی کا نکاحِ ثانی ہو گیا ہے۔ اگر نکاح نہیں ہوا تو دینِ اسلام کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

جواب:۔ آزاد کشمیر کی حکومت کے مسلمان جج نے زوجین کے جس نکاح کی تفریق کا فیصلہ صادر کر دیا۔ اور اس فیصلے کو کسی بالاتر عدالت مرافعہ نے اپیل کے ذریعے سے

منسوخ یا تبدیل نہیں کیا تو ازالۂ نکاح کا یہ فیصلہ طلاق بائن کا قائم مقام ہے۔ لیکن مطلقہ عورت جس کے حق میں فیصلہ ہوا ہے، اس پر لازم و واجب تھا کہ جب تک تاریخ فیصلہ کے بعد عدت (تین ایام ماہواری) نہ گذارے، اُس وقت تک نکاح ثانی نہ کرتی۔ لہٰذا فیصلہ کے گیارہ دن بعد ہی اُس نے جو دوسرا نکاح کر لیا وہ فاسد و ناجائز ہے۔ فریقین نکاح ثانی پر شرعاً واجب ہے کہ وہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے گناہ پر صدقِ دل سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے عفو و درگذر کے طلب گار ہوں۔ عدت گذر جانے کے بعد اگر دونوں چاہیں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ عدت گذرنے سے پہلے جنہوں نے نکاح خوانی کی یا مجلس میں شمولیت کی وہ بھی گناہ کے مرتکب ہوئے۔ انہیں بھی توبہ و استغفار کرنا اور اللہ سے معافی مانگنا چاہیے۔ نکاح سے پہلے علماء سے رجوع لازم تھا۔ اب توبہ و تلافی کر لی جائے۔

(ملک غلام علی)

(بقیہ افواہیں اور ان کے مہلک اثرات)

بعد شائع کرنا چاہیے۔ اور ان ہی چیزوں کو شائع کرنا چاہیے، جن کی اشاعت واقعی ضروری ہو اور ان کی اشاعت سے منفی اثرات معاشرہ میں نہ پیدا ہوتے ہوں۔

اگر ہمارے اخبارات اِن آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویؐ کی روشنی میں ایک ضابطۂ اخلاق و عمل طے کر لیں تو یقیناً مثبت اور صحت مند صحافت بھی افواہ سازی کے خلاف اپنا کردار ادا کر سکے گی۔